Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا واحد اخبار

یھدی اللہ لنورہ من یشآء

# نور

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

**مقاصد**

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا (۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا

**ضوابط**

چندہ سالانہ عوام سے ۱عہ
ششماہی " " ۱۰ر
سالانہ دوستوں سے ۱لعہ
" امراء سے ۲
" ممالک غیر سے ۳
" ... سے ...
صرف ... ۸ر

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

جلد ۲۶ | اخبار نور قادیان دارالامان مؤرخہ ۳ مئی ۱۹۳۷ء مطابق ۲۱ صفر المظفر ۱۳۵۶ھ | نمبر ۱۷

# دوستوں کی خدمت میں ضروری اطلاع

۳ و ۱۷ اپریل کے پرچوں میں اسم وار باقاعدہ اطلاع دینے کے بعد یکم مئی کو ان دوستوں کے نام وی پی کئے گئے ہیں۔ نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجالا رہا ہے۔ الحمد للہ! دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنیکے مصداق ہے جسقدر بھی اس کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اسی قدر زیادہ تبلیغ ہو سکے گی۔ اور پھر جس صورت میں اس کا چندہ بھی باوجود کاغذ گراں ہونے کے یکدم بجائے تین ۳ روپیہ کے ڈیڑھ روپیہ کر دیا گیا ہے۔ اور مزید برآں ڈیڑھ روپیہ کی کتابیں بھی مفت دی جا رہی ہیں۔ تو اس صورت میں نہ صرف یہی کہ کوئی وی پی واپس نہیں آنا چاہیئے بلکہ اس کی اشاعت بھی زیادہ ہو جانی چاہیئے۔ مذہبی پرچوں کا بقا خصوصیت سے دوستوں کی مربیانہ سعی کو چاہتا ہے۔ ایک روپیہ آٹھ آنے سالانہ چندہ کی ادائیگی کسی کو بھی دوبھر نہ ہونی چاہیئے۔ نہ صرف یہی کہ اس مجاہد پرچہ کا کوئی وی پی بھی واپس نہ آنا چاہیئے۔ بلکہ دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اسکی توسیع اشاعت پر بھی خاص توجہ دیں۔ نور کے وہ کون سے بدقسمت خریدار ہوں گے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہوں گے جنہیں نور جیسے چوٹی کے تبلیغی پرچہ جو قیمت کے لحاظ سے بھی سب سے سستا ہے کی خریداری کیلئے کہا جائے اور انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے ؎

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر چھپ کر سردار محمد یوسف ایڈیٹر و پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم

(از مسز اینی بیسنٹ)

عام مسلمانوں کی طرف سے اب کی دفعہ ماہ مئی میں سیرت ڈے منایا جا رہا ہے۔ یہ ایک ایسا قابل تحسین فعل ہے کہ اس کی جسقدر بھی توسیع ہو تھوڑی ہے۔ اور یہ قابل قدر کوشش اس صورت میں اور بھی نمایاں اور مؤثر ہو سکتی ہے جبکہ اس کا اعتراف غیروں کی طرف سے ہو۔ اس لئے میں اس تقریب سعید پر مسز اینی بیسنٹ کا وہ خطبہ درج کرتا ہوں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کے گن گائے گئے ہیں۔ بہتر ہو کہ اس موقعہ پر یہ پرچہ غیر مذاہب میں وسیع پیمانہ پر شائع کیا جائے اس غرض کے لئے اس کے کچھ زائد پرچے بھی چھپوائے گئے ہیں۔ (ایڈیٹر)

حضرات! کسی مذہب کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں مفصلہ ذیل چار امور پر غور کرنا پڑتا ہے:۔

۱۔ اس کا بانی جس کی زندگی اور خصائل کا بعد میں اس پر اثر پڑے گا۔

۲۔ عوام کو جو مذہب دیا گیا ہے اس کی نوعیت۔

۳۔ فلسفہ جس کا ہونا عالم اور اعلیٰ درجہ کے تربیت یافتہ سلجھے ہوئے لوگوں کے لئے ضروری ہے۔

۴۔ تصوف جس سے انسانی روح کی اس کے اصلی سرچشمہ سے مل جانے کی آرزو کا اظہار ہوتا ہے۔

ہمیں اسلام کا مطالعہ کرتے وقت بھی انہیں امور کا خیال رکھنا چاہیئے۔

## زمانۂ جاہلیت

اب آپ میرے ساتھ ساتھ شام اور عرب چلئے۔ اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھئے کہ جبکہ دنیا میں چھٹی صدی عیسوی کا دور دورہ تھا۔ اس وقت عرب کی خوبصورت زمین کی کیا حالت ہے۔ نیز شام میں جہاں حضرت مسیح (علیہ السلام) چلتے پھرتے تھے، ہر طرف مذہبی جنگ و جدل کا بازار گرم ہے۔ جس نے گھر گھر ایک دوسرے سے جدا کر رکھا ہے۔ اور دلوں میں بھی رخنے ڈلوا رکھے ہیں۔ خونریز اور خوفناک نزاعیں برپا ہیں۔ قبیلوں کی باہم خانہ جنگیاں اور عداوتیں جنہوں نے ایک کو دوسرے سے۔ فرقہ کو فرقہ سے۔ قبیلہ کو قبیلہ سے الگ کر دیا ہے عرب کی طرف دیکھئے۔ وہ عرب جہاں شد و مد سے بت پرستی کی جاتی ہے۔ جہاں بتوں کے آگے زندہ انسانوں کی قربانی ہوتی ہے۔ اور جہاں پرستش کرنے والے مردار کھانے پر خوشی کرتے ہیں جہاں شہوت نے انسانی محبت کی جگہ لے رکھی ہے۔ اور جہاں گھرستی زندگی کی جگہ حرامکاری کا زور ہے۔ جہاں ذرہ ذرہ سی بات پر خونریز لڑائیاں چھڑ جاتی ہیں۔ جہاں ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کو۔ اور ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اور جہاں کی زندگی ایسی خراب ہے کہ الفاظ بھی اس کے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

## حضرت کی ولادت باسعادت

غرضیکہ غصہ، قتل شہوت اور ظلم کے کھولتے ہوئے دوزخ میں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جو ۲۹ اگست ۵۷۰ء کو بمقام مکہ قریش کے خاندان میں "اپنی بے گناہ آنکھیں اس دنیا کی روشنی میں کھولتا ہے"۔ پیدائش سے چند ہفتے پیشتر اس کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ تھوڑے زمانہ کے بعد ماں بھی اپنے خاوند کے پیچھے پیچھے قبر میں جا سوتی ہے۔ لڑکے کی پرورش اس کے دادے کے گھر میں ہوتی ہے بچہ خاموش متین، پیارا، صابر اور سب کا محبوب ہے چند سال گذرنے پر دادا کا بھی انتقال ہو جاتا ہے۔ ابو طالب جو لڑکے کا چچا ہے۔ اور تمام رشتہ داروں میں سے زیادہ شریف الطبع ہے۔ اس یتیم بچے کو اپنے گھر لے جاتا ہے۔ اور یہیں پر وہ جوان ہوتا ہے۔ پھر وہ تجارت کے سلسلہ میں شام پہونچتا ہے۔ اور اپنے ارد گرد کے نظاروں کو خوب گہری نظر سے دیکھتا ہے۔ اس کی عمر ۲۴ سال کی ہو چکی ہے۔ اور وہ اپنے ایک رشتہ کی عورت خدیجہؓ (جو اس سے عمر میں بہت زیادہ ہے) کے لئے شام کا سفر کر رہا ہے۔ جب وہ واپس آتا ہے وہ اسے ایسا سچا ایسا کفایت شعار اور ایسا امین پاتی ہے کہ وہ اس سے شادی کر لیتی ہے۔ اور اب وہ خاوند اور بیوی بن جاتے ہیں۔ یعنی محمدؐ جو ابھی تک نبی نہیں ہوئے۔ اور خدیجہ جو ابھی تک پہلی ایمان لانے والی نہیں بنیں۔ اگرچہ وہ دونوں نوجوان مرد اور بوڑھی عورت ہیں مگر ان کی شادی ایسی خوشگوار اور بشاش ہے کہ دنیا کی بہترین شادیوں میں اس کا شمار ہوتا ہے یہانتک کہ وہ ۲۶ سال مبارک گھریلو زندگی بسر کرنے کے بعد اپنے خاوند کو (جبکہ ان کی عمر ۶۵ سال کی ہوتی ہے) داغ مفارقت دے جاتی ہے۔

## نبوت سے قبل کی زندگی

شادی کے بعد ۱۵ سال غور و فکر۔ خاموش زندگی اور اندرونی کشمکش کا زمانہ آتا ہے۔ مکہ کے بازاروں میں چلتے وقت بچے بھاگ بھاگ کر آتے ہیں۔ اور ان کی ٹانگوں سے چمٹ جاتے ہیں کبھی وہ بچے سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں کبھی پیار کرتے ہیں۔ ان کی نسبت آج تک معلوم نہیں کہ انہوں نے کبھی وعدہ خلافی کی ہو۔ وہ غرباء اور مصیبت زدوں کو ہمیشہ امداد دینے کو تیار رہتے ہیں۔ لوگ انہیں "الامین" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اور یہ وہ نام ہے جو پڑوسیوں نے انہیں دیا ہے۔ اور حقیقت میں وہ امین کہلانے کے مستحق بھی ہیں۔ اور یہ سب سے زیادہ شریفانہ نام ہے جو کسی شخص کو دیا جا سکتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ جب کہ بیرونی زندگی ایسی مفید اور شریف ہے۔ اندرونی زندگی کی کیا حالت ہے؟ آہ! ان کی اندرونی کشمکش اور اضطراب کے طوفان کو کوئی کیا بیان کر سکتا ہے جس کی وجہ سے آئندہ ہونے والے نبی آس پاس کے جنگل میں جانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ان پندرہ سالوں میں وہ صحرا میں خلقت سے دور رہتے ہیں۔ اور ایک غار میں تن تنہا جاتے ہیں۔ اور غور و فکر کرتے اور دعا مانگتے ہیں۔ اور اس پیغام پر جو وہ سنتے ہیں۔ شک و شبہ کی حالت میں خود اپنے سے سوال کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ پیغام یہ ہے "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ" یعنی (اے رسولؐ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو لیکن کیا پڑھیں؟ اور جس کا نام لے کر پڑھیں وہ کیا ذات ہے؟ اپنی ذاتی طاقت سے ناامید ہونے کی وجہ سے ان پر شک و شبہ کی حالت طاری ہو جاتی۔ اور چونکہ بالکل اُمّی ہیں۔ اس لئے ڈرتے ہیں کہ میں اندرونی آواز پر کس طرح بھروسہ کر سکتا ہوں؟ کیا یہ دھوکہ تو نہیں جس میں ان کے پڑ جانے کا اندیشہ ہو۔ یا کیا یہ خدا تعالیٰ کی آواز تو نہیں جو اپنے پیغمبروں کو حکم دیتا ہے۔ کہ اس کے پیغام کی منادی کریں۔ اس طریقہ سے پندرہ سال گذر جاتے ہیں۔ اور یہ گھبراہٹ اور اضطراب کے سال ہیں جن کا اندازہ بہت کم لوگ کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح ایک رات کو جبکہ وہ اسی کشمکش کی حالت میں زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ کہ آسمان سے ان پر خاص روشنی پڑتی ہے۔ اور ایک نورانی شکل سامنے کھڑی ہو کر کہتی ہے کہ "اُٹھ تو خدا کا پیغمبر ہے۔ جا اور اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھ" جو آپ کہتے ہیں کہ "کشت مہ بقاوی" میں اُمّی ہوں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ کیا پڑھوں؟ فرشتہ کہتا ہے "پڑھ" اور اس کے بعد وہ انہیں دنیا کے بنانے۔ انسان کی تخلیق۔ خدا کی وحدانیت۔ فرشتوں کے اسرار اور نیز اس کام کو سکھاتا ہے جو ان کے سامنے ہے۔ وہ یکہ و تنہا ہیں۔ اور ایک قوم ان کے گرد ہے۔ جس کے روبرو انہیں جا کر اپنے پروردگار کے نام کی منادی کرنی ہے۔

اس کے بعد وہ جلدی جلدی گھر پہنچتے ہیں۔ اور گھر میں زمین پر خدیجہؓ کے سامنے گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میں کیا کروں۔ میں کون ہوں۔ میں کیا ہوں"؟ وفادار بیوی کی خاموش آواز جواب دیتی ہے کہ "آپ سچے ہیں۔ وفادار ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ لوگ آپ کا کیرکٹر جانتے ہیں۔ خدا تعالےٰ سچوں کو کبھی دھوکہ نہیں دیتا۔ آپ آواز کی پیروی کیجئے۔ اور جو کچھ حکم دیا گیا ہے اس کی متابعت کیجئے۔ اور بیوی (جو سب سے پہلے ایمان لانے والی ہیں) کی آواز اس انسانی دل پر سکون اور دلیری پیدا کرتی ہے جو اپنے مشن کی وسعت کے سامنے کمزور پڑ رہا ہے۔ اور اب وہ کھڑے ہو جاتے ہیں

اب وہ محمدؐ نہیں رہے۔ بلکہ پیغمبر عرب ہیں۔ یعنی وہ شخص جو عرب کو ایک باقاعدہ ملک بنا دیں گے۔ ایک زبردست طاقت بنا دیں گے۔ اور جن کے پیرو علوم و فنون کی مشعل کو لے جا کر دوبارہ یورپ میں روشن کریں گے۔ جہاں وہ بجھ چکی تھی۔ اور زبردست سلطنتوں کی بناء ڈالیں گے۔ اور جن کے پیرو اپنے مذہب کی ایسی تعظیم کریں گے کہ ایسی کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے آپ لوگوں کو جو پیغمبر عرب کے دین سے تعلق نہیں رکھتے یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں کسی اور قول کو ایسے جوش کے ساتھ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور کسی قول پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا جتنا کہ ان الفاظ پر جو پیغمبر عرب کے دہن (مبارک) سے نکلے ہیں۔ اور جیسا کہ "بیوسیم" کہتا ہے۔ اگر اعتقاد کا ثبوت طرز عمل کے اظہار سے لیا جائے تو ذرا ان کے پیرووں پر غور کرو اور دیکھو کہ اب بھی اُن کا لفظ ان کی زندگیوں پر کس طرح سے حکومت کر رہا ہے۔ ایک مسلمان نماز کے لئے جھک جانے پر کبھی شرمندہ نہیں ہوتا۔ خواہ نماز کا مذاق کرنے والے یا اس کے پیغمبر سے نفرت کرنے والے اس کے اردگرد ہی کیوں نہ کھڑے ہوں۔ دیکھو کہ کس طرح اپنے پیغمبر پر اعتقاد نے ان کے دلوں سے موت کے تمام خوف کو دور کر دیا ہے۔ افریقہ کے درویشوں سے بڑھ کر آپ لوگوں کو اور کہاں بہادری مل سکتی ہے۔ جنہوں نے اس مقام پر حملہ کیا تھا۔ جہاں پر کہ لیٹانگ کی توپیں گولہ باری کر رہی تھیں۔ اور پھر ایک کے اوپر ایک مرتے چلے گئے۔ اس سے پیشتر کہ وہ اپنے دشمن کو پہنچ سکیں وہ موت کے نزدیک اس طرح سے جاتے ہیں گویا کوئی شخص اپنی دلہن کے کمرے میں جاتا ہے اور وہ یہ کام محض پیغمبر عربؐ کی محبت اور اسلام پر یقین رکھنے کی وجہ سے کر رہے تھے۔

## اسلام کا مستقبل

ایسے (بہادر) مذہب کے لئے بالضرور دنیا میں ایک (زبردست) مستقبل ہے۔ ایسا مذہب اس سے بلند جگہ پر قائم ہونا چاہئے۔ جتنی بلندی پر کہ وہ آج قائم ہے۔

## ابتدائی مسلمان

اب ذرا آپ ہمارے پیغمبر کا خیال کیجئے۔ جبکہ صرف ان کی بیوی ہی ان پر ایمان لائی ہیں۔ اس کے بعد نہایت قریبی رشتہ دار اُن پر ایمان لاتے ہیں۔ اس بات سے بھی (حضرت) محمدؐ (صلعم) کی نسبت کچھ کچھ پتہ لگتا ہے۔ ایک ایسے مجمع میں پیرو حاصل کر لینا آسان امر ہے۔ جو آپ کو نہیں جانتا۔ جو آپ کو صرف پلیٹ فارم پر ہی دیکھتا ہے۔ جو آپ کی صرف لکھی لکھائی تقریریں سنتا ہے۔ یا آپ کو بعض سوالات کا جواب دینے کی حالت میں دیکھتا ہے۔ لیکن اپنی بیوی اپنی بیٹی اور اپنے داماد اور دیگر قریبی رشتہ داروں کی نظروں میں نبی بننا یہ فی الحقیقت نبی بننا ہے۔ اور یہ ایک ایسی فتح ہے جو حضرت مسیحؑ کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔

ابوطالب (جو ہمیشہ معاون و مددگار رہے) نے اگرچہ اس شخص کو نبی تسلیم نہیں کیا۔ مگر انہوں نے کہا کہ "یا ابن اخی (اے میرے بھتیجے) میں اپنے باپ دادا کے مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا ہے۔ لیکن خدا کی قسم جب تک میں زندہ ہوں۔ کوئی شخص تجھے تکلیف دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔" اس کے بعد اس بزرگ خادم کعبہ نے علیؓ سے پوچھا کہ تمہارا کیا مذہب ہے۔ علیؓ نے جواب دیا کہ میں خدا پر اور اس کے پیغمبر پر یقین رکھتا ہوں۔ اور ہر حالت میں ان کے ساتھ رہوں گا۔" ابوطالبؓ نے کہا۔ اے میرے بیٹے! وہ تجھے ہر ایسی چیز کی طرف بلائے گا جو اچھی ہے اس لئے تجھے اس کا ساتھ دینے کی پوری اجازت ہے۔ تین سال تک وہ خاموشی کے ساتھ لوگوں کو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اس عرصہ میں ۳۰ آدمی اسلام لاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ پبلک میں پہلی دفعہ وعظ کرتے ہیں۔ بنی نوع انسان کو بھینٹ چڑھانے کے خلاف وعظ کہتے ہیں۔ شہوت پرستی۔ شراب خواری اور خراب زندگی کے خلاف وعظ کہتے ہیں اس پر کچھ لوگ اس آگ سے متاثر ہو کر اِن کے گرد و پیش جمع ہو جاتے ہیں۔ جو ان کے الہامی ہونٹوں سے نکلتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ابتدائی مسلمانوں پر انتہائی مظالم

لیکن اور لوگوں کے آجانے سے ہولناک مصائب کا بازار گرم ہو جاتا ہے لوگ ان کے پیروؤں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں۔ وہ گرم کی ہوئی سلاخیں ان کے جسموں میں بھونکتے ہیں۔ وہ انہیں گرم ریت پر لٹاتے ہیں۔ اور ان کا منہ عرب کے گرم سورج کی طرف کرتے ہیں۔ اور ان کے سینوں پر بھاری بھاری سلیں رکھتے ہیں۔ اور پھر ان سے خدا اور اس کے نبی سے انکار کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ لیکن مومن یہ کہتے ہوئے مرجاتے ہیں کہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

## ایمان کی بےمثیل مثال

دیکھئے! ایک ایسا ہی شخص ہے جس کے جسم کے ٹکڑے کئے جا رہے ہیں۔ اور کفار مکہ تمسخر سے ہنس کر اس سے پوچھتے ہیں کہ "کیا تم یہ بات نہیں پسند کرتے کہ محمدؐ (صلعم) تمہاری جگہ ہوں۔ اور تم مرنے کی بجائے گھر پر ہو" مگر اس سوال کا جواب مرتے ہوئے آدمی کی طرف سے یہ ملتا ہے کہ خدا میرا گواہ ہے۔ کہ اگر محمدؐ (صلعم) کو کانٹے کے چبھنے کی بھی تکلیف ہو اور میں اپنے گھر پر اپنی بیوی بچے اور کھانے کے ساتھ نہیں بیٹھوں گا" یہ تھی وہ محبت جو انہوں نے اپنے پیروؤں میں پھونک دی تھی۔

## پہلی ہجرت

آخر کار ان تکالیف سے جان بلب ہو کر ان کے پیرو دوسری سلطنت میں پناہ لینے کے لئے بھاگنا شروع کرتے ہیں۔ اور ذرا اب ایک لمحہ کے لئے سنئے اور غور سے سنئے کہ وہ لوگ جنہیں انہوں نے برائی سے بچایا تھا اپنے پیغمبر کی نسبت کیا کچھ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ مرید کی شہادت گورو کے اوصاف کے متعلق سب سے بہتر شہادت ہے اور اسی شہادت سے آپ کو یہ پتہ لگ سکے گا۔ کہ حضرت (صلعم) نے کہاں تک اپنے پیروؤں کے دلوں کو اپنے قابو میں رکھا تھا۔ مہاجرین کے گروہ کے نمائندے نے کہا کہ "اے بادشاہ ہم کفر و شرک کی ضلالت میں مبتلا تھے ہم بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ غرضیکہ ہم ہر قسم کی ناپاک زندگی بسر کرتے تھے (اسی گمراہی کی حالت میں) اللہ تعالےٰ نے (اپنے فضل و کرم سے) ہم میں ایک انسان پیدا کیا جس کے حسب و نسب، سچائی، عفت دیانت داری اور پاکیزگی اخلاق سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ اس کی تعلیم یہ ہے کہ خدا ایک ہے۔ خدا کا کوئی شریک نہیں، بتوں اور پتھروں کی پوجا نہ کرو۔ سچ بولا کرو۔ وعدہ پورا کیا کرو۔ امانت میں خیانت نہ کرو۔ ابنائے جنس پر رحم کرو۔ پڑوسیوں کے حقوق کی نگہداشت کرو عورتوں کا ذکر برائی سے نہ کیا کرو۔ یتیموں کا مال نہ کھاؤ۔ برائیوں سے بچو۔ نماز پڑھا کرو۔ صدقہ و خیرات دیا کرو۔ روزے رکھا کرو۔ انہی باتوں کی وجہ سے ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور اب ہم نے اس کی تعلیم کو قبول کر لیا ہے۔

یہ ہے وہ شہادت جو پیغمبر عرب کے پیروؤں نے ان کی تعلیم کی بابت دی ہے۔ اور یہی وہ شہادت ہے جو ان لوگوں نے بھی دی تھی۔ جنہوں نے ان کی خاطر جان دے دی۔

اور دیکھنا یہ ہے کہ اب جبکہ ان کے اردگرد بہت سے ماننے والے جمع ہو گئے ہیں۔ وہ کس قسم کے آدمی ہیں؟ ایک دن جبکہ وہ ایک مالدار شخص سے گفتگو کر رہے تھے۔ جسے وہ اپنے دین میں لانا چاہتے تھے۔ (اس لئے کہ مالدار اور طاقتور اشخاص کو اپنے میں ملا لینا گویا ان لوگوں کے لئے زندگی حاصل کرنا تھا جو پہلے سے دائرہ ایمان میں داخل ہو چکے تھے) کہ اتنے میں ایک نابینا آدمی آیا اور اس نے چلا کر کہا کہ "اے خدا کے نبی! مجھے نجات کے راستے کی تعلیم دیجئے! مگر انہوں نے اس کی بات پر غور نہیں کیا۔ دوسرے ہی دن بارگاہ خداوندی سے ایک پیغام نازل ہوتا ہے جو آج تک قرآن مجید میں موجود ہے۔ تاکہ سب لوگ اسے یاد رکھیں۔ "عَبَسَ وَتَوَلّٰیٓ ۝ اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی ۝ وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰیٓ ۝ اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ۝ فَاَنْتَ لَہٗ تَصَدّٰی ۝ وَمَا عَلَیْکَ اَلَّا یَزَّکّٰی ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَکَ یَسْعٰی ۝ وَہُوَ یَخْشٰی ۝ فَاَنْتَ عَنْہُ تَلَهّٰی ۝ ترجمہ (محمدؐ) اتنی بات پر چیں بجبیں ہوئے اور منہ موڑ بیٹھے کہ ایک نابینا ان کے پاس آیا۔ اور اے (پیغمبر) تم کیا جانو عجب نہیں کہ تمہاری تعلیم سے سنور جائے یا نصیحت (کی باتیں) سننے اور اس کو نصیحت سود مند ہو۔ تو جو شخص (دین کی طرف سے) بے پروائی کرتا ہے۔ اس کی طرف تو تم خوب توجہ کرتے ہو۔ حالانکہ اگر وہ ٹھیک نہ ہو تو تم پر کچھ (الزام) نہیں۔ اور جو (خدا سے) ڈرکر تمہارے پاس دوڑتا ہوا آئے۔ تو تم اس سے بے اعتنائی کرتے ہو" اس کے بعد سے پیغمبر عرب جب کبھی اس نابینا شخص کو دیکھتے اس کے ساتھ بہت زیادہ ادب سے پیش آتے۔ اور یہ کہتے کہ "یہ شخص بہت مبارک ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے میرے خدا نے مجھے سرزنش کی تھی۔ اور انہوں نے اسے دو مرتبہ مدینہ کا گورنر بنا دیا۔

## اہل عرب کی سختیاں اور حضرتؐ کا عزم و استقلال

لیکن اہل عرب کی سختیاں نہایت خوفناک صورت اختیار کرتی جاتی تھیں۔ اور آخر کار ان کے پیرو ہجرت کرنی شروع کرتے ہیں۔ یہانتک کے سوائے ایک کے باقی سب چلے جاتے ہیں۔ اور صرف نبی جو ہجرت کرنا نہیں چاہتے۔ اور ان کے شریف چچا۔ وہ ان کے پاس آکر کہتے ہیں۔ کہ اے میرے بھتیجے! اس کام کو چھوڑ دے۔ اور اس ناامید کام سے دست برداری حاصل کر۔ نبی نے کہا "نہیں اے میرے چچا! اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیں۔ اور مجھ سے میرا کام چھوڑنے کے لئے کہیں تو یقیناً میں ان کا کہنا نہیں مانوں گا۔ اور اس وقت تک اپنے کام کو نہ چھوڑوں گا کہ جب تک خدا تعالےٰ حق کو ظاہر نہ کرے یا میں بھی اس کوشش میں جان نہ دے دوں" اور یہ دیکھ کر عزیز چچا بھی جو ان کے محافظ تھے ان سے علیحدہ ہوئے جاتے ہیں۔ ان کا انسانی دل شکستہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنا کمبل چہرہ پر ڈال لیتے ہیں تاکہ اندرونی پریشانی کا اظہار نہ ہو۔ اور جانے کے لئے اپنا منہ موڑتے ہیں۔ مگر اتنے میں چچا کی آواز انہیں یہ کہتی ہے کہ ٹھہرو ٹھہرو! جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو کہو۔ خدا کی قسم میں تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ابوطالب کی وفات

لیکن اب چچا کا انتقال ہو جاتا ہے۔ یہ رونے کا سال (عام الحزن) کہلاتا ہے۔ اور اس سے ہزار درجہ بڑھ کر یہ افسوس ہے۔ کہ خدیجہؓ بھی جوان کی پیاری چاہتی بیوی تھیں۔ انتقال کر جاتی ہیں۔ وہ کامل ۲۶ سال تک اپنی بیوی کے ساتھ بہترین زندگی بسر کرنے کے بعد تنہا رہ جاتے ہیں ٭

## دوسری ہجرت

آخر کار صرف ایک پیر مرد بزرگ ابوبکرؓ اور نوجوان علیؓ پیغمبر (صلعم) کے ساتھ رہ جاتے ہیں۔ اور وہ بھی ہجرت کرنیکا ارادہ کرتے ہیں۔ اُن کے دشمنوں نے انہیں ایک چھوٹے سے مکان میں محصور کر لیا تھا۔ اور اسی مکان میں قاتلوں نے ان تک پہنچنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ ایک کھڑکی کے ذریعہ بچ کر نکل گئے۔ اور دیکھئے یہ سال ۶۲۲ء ہے۔ اور اسی سال کو مسلمان "ہجرت" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ہجرت یعنی مکّہ کا چھوڑنا۔ لیکن مسلمانوں کے سال کا آغاز مہاجرین کے تعاقب سے کیا جاتا ہے۔ پیغمبرؐ کے سر کے لئے گرانبہا معاوضہ مقرر کیا جاتا ہے۔ بوڑھے ابوبکرؓ ڈرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "ہم صرف دو ہیں" محمدؐ (صلعم) کہتے ہیں "نہیں ہم تین ہیں۔ کیونکہ خدا بھی ہمارے ساتھ تیسرا ہے"

## جنگ بدر

پیغمبر آخر کار ہجرت کر کے مدینے پہنچتے ہیں۔ اور وہاں کے لوگ ان سے بہت تپاک سے پیش آتے ہیں۔ اور ان کے پیروؤں کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں کے بادشاہ بنا دیئے جاتے ہیں۔ لیکن دیکھئے کہ ان کے دشمن مکّہ سے اُن کا تعاقب کرتے ہیں۔ حضرت کے رفقاء کی تعداد بہت کم ہے۔ اور دشمن کی جمعیت بہت زیادہ ہے۔ بالآخر دونوں کے درمیان لڑائی ہوتی ہے۔ جہاں دونوں ملتے ہیں اور یہ "جنگ بدر" ہے پیغمبرؐ چلا کر کہتے ہیں "اے خدا! اگر یہ چھوٹا سا گروہ تباہ ہو گیا۔ تو پھر (دنیا میں) تیری سچی پرستش کرنے والا کوئی شخص بھی باقی نہ رہیگا۔ لڑائی گھمسان کی ہوتی ہے اور حضرت کی فتح ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ خدا کی طاقت حضرت (صلعم) کے ساتھ ہے" اور ابھی لوگوں کو انہیں فی الحقیقت پیغمبر کی حیثیت میں دیکھنا باقی ہے۔ یہی محمدؐ (صلعم) کی پہلی جنگ ہے۔ یعنی حملہ کی مدافعت کرنا۔

وہ ہمیشہ سے نازک دل اور رحیم تھے۔ ان کے دشمن انہیں عورت کا دل رکھنے والا کہہ کر پکارتے تھے لیکن اب وہ پرائیویٹ شخص کی حیثیت میں نہیں ہیں۔ کہ وہ ان تمام قصوروں کو معاف کر دیں جو ان کے خلاف کئے گئے ہیں۔ وہ ایک سلطنت کے بادشاہ ہیں۔ ایک فوج کے جرنل ہیں۔ اور ان کے ذمّہ ان کے پیروؤں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ جنہوں نے اس پر بھروسہ کر رکھا ہے وہ دن آ رہے ہیں جبکہ بحیثیت پرائیویٹ شخص کے وہ جرائم کو معاف کر دیں گے۔ لیکن بحیثیت ایک حکمران کے ان کی سزا دہی ضروری ہے۔ اور حضرت محمدؐ (صلعم) ایسے نہیں ہیں کہ محض کسی احساس کے جوش میں آ کر کام کر جائیں۔ فتح بدر کے بعد صرف دو آدمی قتل کئے گئے۔ اور عرب کی رسم کے خلاف قیدیوں کے ساتھ حضرت کے حکم کی وجہ سے نہایت درجہ کی مہربانی کا سلوک کیا گیا۔ مسلمان انہیں روٹی دیتے تھے۔ اور اپنے لئے صرف کھجوریں رکھتے تھے۔

اب اس کے بعد کشمکش اور مصائب کے سال شروع ہوتے ہیں۔ اس اثنا میں خود اُن کے پیروؤں میں تنازعے ہوتے ہیں۔ اور ادھر دشمنوں کی جماعت زیادہ تعداد میں جمع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس مقام پر ایک سین (نظارہ) ایسا دلچسپ ہے۔ کہ میں اس کا ذکر کرنے کے لئے ضرور رکوں گی۔ ایک جنگ ہوتی ہے اور اس میں فتح مسلمانوں کی حاصل ہوتی ہے۔ مالِ غنیمت تقسیم ہو چکا ہے اور جن لوگوں نے ان کا زیادہ عرصہ تک ساتھ دیا ہے انہیں مال غنیمت کا کچھ حصہ نہیں ملا چنانچہ ان لوگوں میں غصہ آمیز کانا پھوسی شروع ہو جاتی ہے۔ اس پر آپ تقریر کرتے ہیں۔

اے انصار! مجھے اس گفتگو کا علم ہو گیا ہے جو تمہارے درمیان جاری ہے۔ جب میں تمہارے یہاں آیا تھا۔ تم گمراہی میں بھٹکتے پھر رہے تھے۔ تم تکلیف میں تھے اور خدا تعالےٰ نے تمہیں خوشی دی۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے تھے اور خدا نے برادرانہ محبت اور اخوت سے تمہارے دلوں کو بھر دیا۔ مجھ سے بیان کرو کہ کیا یہ واقعات نہیں ہیں؟ حاضرین نے جواب میں کہا کہ جیسا آپ بیان کر رہے ہیں یہ فی الواقع ٹھیک ہے" اس کے بعد حضرت (صلعم) اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم۔ تم اگر یہ کہتے تو بالکل سچ کہتے۔ اس لئے میں اس کی سچائی کی شہادت دیتا ہوں۔ کہ تو ہمارے پاس ایسی حیثیت سے آیا تھا کہ سب لوگ تجھ کو جھوٹا سمجھ کر علیٰحدہ کر چکے تھے۔ اور ہم ایسی حالت میں ایمان لائے۔ کہ تو بے کس مہاجر کی طرح آیا تھا۔ اور ہم نے تیری امداد کی۔ تو غریب اور برادری سے خارج ہو چکا تھا۔ اور ہم نے تیرے لئے گھر مہیا کیا۔ تجھے بالکل آرام و سکون نہ ملتا تھا اور ہم نے تجھے تسکین دی" اے انصار! تم اس زندگی کی خاطر کیوں آزردہ دل ہوتے ہو؟ کیا تم اس بات سے مطمئن نہیں ہو۔ کہ جبکہ اور لوگ بھیڑ بکری کے ریوڑ اور اونٹ حاصل کرتے ہیں۔ تم اپنے گھروں کو اس حیثیت سے واپس جاتے ہو کہ میں تمہارے درمیان ہوں؟ اُس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارا ساتھ کبھی نہ چھوڑوں گا۔ اگر تمام بنی نوع انسان ایک راستے پر چلیں۔ اور انصار دوسرے راستے پر۔ تو یقیناً میں انصار کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔ خدا تعالےٰ تم پر۔ تمہارے بچوں پر اور تمہارے بچوں کے بچوں پر اپنا فضل کرے" انصار روئے اور یہاں تک روئے کہ بقول عرب مؤرخ کے ان کے آنسو اُن کی ڈاڑھیوں پر آ کر گرے۔ ان سب نے کہا کہ "اے خدا کے نبی! ہم اپنے حصّہ سے پورے طور پر مطمئن ہیں"

## اے میرے ہندو بھائیو!

تم جو بڑے پیغمبر عرب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ کیا تم انکی کشش کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہی وہ طاقت تھی جس نے لوگوں کو ان کی خاطر مصائب اور اذیتیں جھیلنے اور موت کا مقابلہ کرنے کے قابل بنا دیا تھا۔ اور جس نے اس محبت کو صدیوں کے بعد بھی باوجود اظہار انکسار کے قائم رکھا ہے "اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" اور یہی وجہ ہے کہ اس محبت نے انہیں کبھی خدا کا درجہ نہیں دیا ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## حضرتؐ کی وفات

اور اس طرح دس سال کا زمانہ گذرتا ہے اور زمانہ وفات کے قریب حالت علالت میں مسلمان آپؐ کے حکم سے آپ کو اٹھا کر مسجد میں لاتے ہیں۔ اور علیؓ و فضلؓ کے سہارے کھڑے ہو کر وہ اپنی کمزور آواز بلند کر کے کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! اگر میں نے تم میں سے کسی کے ساتھ کوئی برائی کی ہے تو میں یہاں اس کا جواب دینے کے لئے موجود ہوں۔ اگر تم میں سے کسی شخص کا قرضہ میرے ذمہ ہے۔ میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب اس کا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے میرے تین درہم آپ کے ذمہ ہیں۔ اور یہ آخری قرضہ زمین پر ہی ادا کر دیا گیا۔ یہ مسجد میں آخری مرتبہ کا جانا تھا۔ وہ اب گھر بلائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ وہ لیٹے ہوئے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اور ان کی آواز کم ہوتے ہوتے بالکل ہلکی ہو گئی ہے۔ ۸ جون ۶۳۲ء کو حضرتؐ اس فانی جسم کو چھوڑتے ہیں۔ تاکہ ایک اعلیٰ جگہ سے اس مذہب کی نگرانی کریں۔ جس کی بنیاد انہوں نے ڈالی ہے اور جس کی حفاظت انہوں نے اتنے عرصہ میں کی۔

## عجیب و غریب زندگی

بلاشبہ یہ ایک شریفانہ زندگی ہے۔ ایک عجیب و غریب زندگی ہے۔ فی الحقیقت وہ خدا کے رسول تھے"۔ اور باوجود اس کے ایسے کفایت شعار سادے اور متواضع کہ اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں کو خود ہی پیوند لگا لیتے ہیں۔ اپنے جوتوں کی خود مرمت کر لیتے ہیں۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ ہزارہا لوگ انہیں نبی اور رسول کہہ کر اُن کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کرتے تھے۔ اور وہ اردگرد کے لوگوں سے نہایت اخلاق اور تواضع سے ملتے تھے (حضرت) انسؓ جو آپ کے غلام تھے کہتے ہیں کہ میں دس سال آپؐ کی خدمت میں رہا۔ اور اس اثنا میں حضرتؐ نے مجھے اُف تک نہیں کہا۔

## ازواج مطہراتؓ

ان کے خلاف دو بڑے الزام قائم کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے بڑھاپے میں نو شادیاں کیں۔

یہ درست ہے۔ لیکن کیا آپ مجھ سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس شخص نے عین عالم شباب میں جبکہ سن صرف ۲۵ سال کا تھا ایک ایسی عورت سے شادی کی جو عمر میں اُن سے کہیں زیادہ تھی۔ اور ۲۶ سال تک اس کے وفادار خاوند رہے ہوں۔ پچاس برس کی عمر میں جو نفسانی جذبات کے زوال کا زمانہ تھا اس نے شہوت اور نفسانی خواہش کی وجہ سے یہ شادیاں کیں۔ یہ انسانی زندگیاں اس معیار سے کبھی پرکھی نہیں جاتیں۔ اور اگر آپ ان عورتوں پر نظر کریں جن سے انہوں نے شادی کی تھی تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے ہر ایک کے ذریعہ سے مسلمانوں کے لئے یا تو معاہدہ کیا گیا تھا۔ اور یا مومنوں کے لئے کچھ حاصل کیا گیا تھا۔ اور یا اس عورت کو حفاظت کی سخت ضرورت تھی۔

لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے جنگ و جدل اور کافروں کو مار ڈالنے کا وعظ کیا۔ مسلمان فقیہوں نے یہ بات لکھ دی ہے کہ جبکہ وہ احکام ہوں جن میں سے ایک تو مطلق ہو جیسا کہ "کافر کو قتل کر ڈالو" اور دوسرا شرطیہ ہو جیسا کہ "کافر کو قتل کر ڈالو جبکہ وہ تم پر حملہ کرے اور تمہیں تمہارے مذہب سے مانع آئے"۔ تو اس صورت میں ہر ایسے مطلق حکم پر ایسی شرط یا حد کا اضافہ کرنا ضروری ہے۔ اور اس قسم کے قاعدہ کی قرآن مجید میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ اور ساتھ ہی حضرت (صلعم) کا بھی اس پر عملدرآمد تھا۔

## حضرتؐ کا طرز عمل

اب ذرا خود حضرتؐ کے طرز عمل کو دیکھئے کہ کس طرح سے اپنی تعلیمات پر وہ عمل پیرا رہے۔ اُن سے کوئی برائی ایسی نہیں کی گئی جسے انہوں نے معاف نہ کر دیا ہو۔ اور نہ کوئی اذیت ایسی تھی جسے وہ معاف کر دینے پر تیار نہ تھے۔ اے میرے بھائیو! اس شخص پر نظر کرو جیسا کہ وہ ہے۔ اور تعصب کے پردے میں سے بالکل دیکھنے کی کوشش نہ کرو۔ ہر مذہب میں کچھ نقائص ہیں اور تمام آدمیوں کے طرز عمل میں کچھ نہ کچھ نقص ہوتے ہیں۔ جاہل پیرو بسا اوقات باتوں کو غلط طریقہ سے عمل میں لاتے ہیں۔ حالانکہ نبی ہمیشہ سچ بولا کرتے ہیں۔ ایک مذہب کا مطالعہ اس کے بہترین پہلو سے کرو۔ اور اس کے خراب پہلو کو نظر انداز کرو۔ اور اس وقت ہم ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت کا سلوک کر سکیں گے۔ اور متعصب لوگوں کی طرح ایک دوسرے سے نفرت نہ رکھیں گے"۔

# شذرات

## جناب گاندھی جی اور نماز روزہ

۱۸ مارچ کا "پرتاب" اخبار "ہری جن" سے جناب گاندھی جی کا نیک چلنی پر ایک مضمون درج کرتا ہے۔ جس کا کچھ اقتباس درج ذیل ہے۔

" دراصل اگر شدھ وچار (نیک خیالات) کافی تعداد میں ہم میں بس جائیں تو بادیک وچار (برے خیالات) ٹھہر ہی نہیں سکتے۔ آتم سنیم (نفس مطمئنہ) کا مُر (برے) آدمی کو حاصل نہیں ہوتا۔ آتم سنیم (نفس مطمئنہ) پرارتھنا (نماز) اور روزہ جیسی بیداری اور نیک کوشش کا خوشنما ثمر ہے" گاندھی جی پرارتھنا اور روزہ کے نہ صرف قائل ہی ہیں۔ بلکہ عامل بھی۔ اسلام پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے نماز اور روزہ پر جس قدر زور دیتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ایک وقت تھا جب آریہ سماج روزہ پر بڑی پھبتیاں اڑایا کرتا تھا۔ اور خود ستیارتھ پرکاش میں بھی روزہ کی سخت مخالفت کی گئی ہے۔ مگر جب سے گاندھی جی نے آتمک شدھی (دلی پاکیزگی) کے لئے روزہ کو ضروری قرار دیا ہے۔ تب سے آریہ سماج بھی روزہ کا کچھ نہ کچھ قائل ہو رہا ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں آریہ سماج ایک ایک کر کے اسلامی اصولوں کے سامنے سر تسلیم خم کر رہا ہے۔ شدھی۔ نکاح بیوگان۔ عقیدۂ توحید یہ سب اسلامی اصول ہی ہیں۔ جسے ایک ایک کر کے آریہ سماج اپنا رہا ہے۔ گو قال سے تو نہیں مگر حال سے آریہ سماج اسلامی صداقت کا اعتراف کر رہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## یک نہ شُد دو شُد

۱۸ مارچ کا پرتاپ لکھتا ہے کہ تمام خیالات کے ہندوؤں کی سیلت پرارتھنا (جمع ہو کر عبادت کرنی) ۱۸ اپریل اتوار کو دو بجے بعد دوپہر آریہ سماج مندر وچھو والی میں ہوگی۔ بہت سے بھائیوں کے اصرار پر اس دفعہ ہندو آبادی کے عین وسط میں سیلت پرارتھنا کا انتظام کیا گیا ہے۔ تاکہ سب بھائی آسانی سے سیملت پرارتھنا میں شامل ہو سکیں۔"

جمع ہو کر نماز پڑھنی یہ اسلامی عقیدہ ہے۔ ہندو عقیدہ اسے روا نہیں رکھتا۔ مگر وقت آیا۔ مثل اور صداقتوں کے آریہ سماج کو اسلام کی اس صداقت کے سامنے بھی جھکنا پڑا۔ آریہ سماج دل سے تو اسلام کی صداقت کا معترف ہے۔ مگر تعصب نے آنکھوں پر ایک پردہ ڈال رکھا ہے جس سے زبان سے اظہار میں جھجک ہے۔ شاید وہ وقت بھی آجائے جب آریہ سماج زبان سے بھی صداقت اسلام کا دلیری سے اعتراف کر سکے۔

## درازدستی ایں کوتہ آستیناں بیں

۱۷ اپریل کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "متھرا میں ایک یوگی (تارک دنیا) اپنی بیوی کو اپنے بھائی کے ساتھ باتیں کرتے دیکھ لیا۔ جس سے اُس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اُس نے انتقام لینے کے لئے اپنے بھائی کے سینے میں عین دل کی جگہ پر ناخن مارا جس سے اس کی فوری موت ہوگئی۔ اس کے بعد یوگی مذکور نے کنوئیں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کرنے کی کوشش کی۔ مگر اُسے باہر نکال لیا گیا۔ اور گرفتار کر لیا گیا۔"

ہندوؤں میں یوگیوں کو شادی کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ کیونکہ شادی کرنا دنیاداروں کا کام ہے مگر یہ عجیب یوگی ہے جو بیوی بھی رکھتا ہے۔ اور پھر طیش میں آکر اپنے حقیقی بھائی کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ یہ ہیں آجکل کے یوگی۔

## خودکشی

۱۷ اپریل کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "کتنے افسوس کی بات ہے کہ آجکل نوجوان لڑکے معمولی معمولی باتوں پر خودکشی کر لیتے ہیں۔ ہشیارپور کے ایک کالج سٹوڈنٹ نے فیل ہو جانے پر خودکشی کر لی۔ اسی طرح لاہور میں ایک وکیل کے لڑکے نے محض اس لئے زہر کھا کر اپنی جان کا خاتمہ کر دیا۔ کہ ایف۔ اے کے امتحان میں اس کا پرچہ خراب ہوا تھا۔ امتحان میں پاس یا فیل ہونا انسانی زندگی میں ایک معمولی واقعہ ہے۔ اسے اتنی اہمیت کیوں دی جائے۔ شاید ہی کوئی شخص ہو۔ جو زندگی کے کسی نہ کسی مرحلہ پر فیل نہ ہوا ہو۔ مصائب اور ناکامی کا دلیری سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔"

عام طور پر ایسی خودکشیوں کے مرتکب ہندو نوجوان ہی ہوتے ہیں مسلمانوں میں کم۔ جس کی یہ وجہ ہے۔ کہ اسلام خودکشی کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور ایسا آدمی خدا کی رحمتوں سے دور جا پڑتا ہے۔ خودکشیوں کے روکنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے کہ اسلام کی اشاعت وسیع پیمانہ پر ہو۔

## اچھوت اور ہندو

۱۳ اپریل کا پرتاپ لکھتا ہے کہ مہاراجہ کوچین نے حکم جاری کیا ہے کہ "ہریجنوں کے داخلہ سے یہ مندر ناپاک ہو گیا ہے۔ اس لئے شاہی خاندان کا کوئی ممبر اس میں کسی قسم کا چڑھاوا نہ چڑھاوے۔ اور نہ ہی پوجا کرے۔"

ہندوؤں کی اس ذہنیت کی موجودگی میں اچھوتوں کو کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ انہیں اس گروہ ہوائی میں مساوات مل سکے گی۔ جو لوگ اور تو اور اچھوتوں کا اپنے مندروں میں خدا کی عبادت کے لئے بھی داخلہ کو برداشت نہیں کر سکتے اُن سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔ دراصل اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اچھوتوں کو حقیقی معنوں میں مساوات دے سکتا ہے۔ اگر اچھوت اپنی بہتری کے خواہشمند ہیں تو انہیں فوراً اسلام کے سایۂ رحمت میں آجانا چاہیئے۔ جہاں سب بھائی بھائی ہیں۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تم میں وہی معزز اور مکرم ہے جو نیکیوں میں زیادہ بڑھا ہوا ہے محض قوم نہیں خواہ وہ کوئی ہو۔

## پردہ اور ہندو

۱۶ اپریل کا جاگرت لکھتا ہے کہ "قدیمی تہذیب کے شیدائی ہر ایک ہندو کا سر مارے شرم کے جھک جاتا ہے جبکہ وہ آجکل کسی مغربی تہذیب پر فریفتہ نوجوان لڑکیوں اور عورتوں کو نیم برہنہ لباس پہنے بڑے بڑے شہروں میں سڑکوں اور باغات پر سیر کرتے دیکھتا ہے۔ اس کے کلیجہ پر چھریاں چلتی ہیں ...... کیسی شرمناک گراوٹ ہے۔ یہ اُس مُلک کا حال ہے جہاں کے خیالات کی پاکیزگی اور اخلاق کو غیرمعمولی اہمیت دی جاتی تھی۔ مگر آج کیا ہے والدین اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بیٹیوں کو نیم برہنہ لباس میں گھومتے دیکھتے ہیں۔ مگر اُف تک نہیں کرتے۔"

یہ سب اسلامی دشمنی کا وبال ہے۔ اسلام چونکہ پردے کا حامل اور قائل ہے۔ اور نئی روشنی کے ہندو صاحبان خصوصاً آریہ کئی ایک باتوں میں اسلام کے برخلاف جانا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس نیم برہنگی کی وبا کا ایک ہی علاج ہے اور وہ ہے پردہ۔ پردہ کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ برقعہ ہی اوڑھا جائے۔ گھونگھٹ اس کا بہترین قائمقام ہے۔ اگر آج ہندو صاحبان اپنے ہاں گھونگھٹ کو رائج کر سکیں تو یقیناً یہ مشکلات ایک ہفتہ کے اندر اندر دور ہو سکتی ہیں۔

## ہندی اور ہندو

۱۹ اپریل کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "ہندی کا پڑھنا ہر ایک ہندو کا فرض اولین ہے۔ کسی قوم کے اندر کسی غیر زبان کا رواج ہونا اس کی غلامی کا نشان ہے"۔

ہر ایک کو یہ حق ہے کہ وہ جس زبان یا جس حروف کو پسند کرے اُسے ترجیح دے۔ مگر کم از کم ایڈیٹر صاحب پرتاپ کی زبان سے یہ بات زیب نہیں دیتی۔ کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ خود اردو حروف اور اردو زبان میں شائع ہوتا ہے اگر پرتاپ کے مالک اردو کو غلامی کی نشانی سمجھتے ہیں۔ تو وہ اپنے اردو اخبار کو اپنے ہزارہا ناظرین کے ہاتھوں میں دے کر اس غلامی کی جڑھوں کو مضبوط کیوں کر رہے ہیں۔ یہ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ جس درخت کے سایہ کے نیچے آرام کرنا اسی کی جڑوں پر تبر چلانا۔

## اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا

۱۸ اپریل کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ "جس طرح پتی برتہ دیوی ستی کہلاتی ہے۔ اور اس کے ست کے سامنے کوئی طاقت ٹھہر نہیں سکتی۔ اسی طرح ایکسادنکار (توحید) کو اپنا رب تسلیم کرنے والے۔ اور اس کے بغیر خواب و خیال میں کسی دوسرے کو اپنا رب یا معبود نہ ماننے والے میں نہ نادانستہ طور پر طاقت۔ شجاعت ہمت اور دلیری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی عقیدے نے عرب کے مسلمانوں کو تمام دنیا پر چھا جانے کی توفیق بخشی"

ان سطور میں ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب نے صاف تسلیم کیا ہے کہ اسلام اپنی توحید پرستی کی برکت کی وجہ سے پھیلا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ توحید اپنے اندر برکات اور فیوض رکھتی ہے۔ بعض لوگ جو اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ کر اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا یہ ان کی سراسر بھول ہے۔ اسلام نے ہمیشہ اپنی خوبیوں اور برکات سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔ جیسا کہ مذکورۃ الصدر نوٹ میں ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب نے بھی اعتراف کیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں بھی ہر ایک مردم شماری مسلمانوں کا خاصہ اضافہ اپنے ساتھ لاتی ہے۔ حالانکہ یہ اسلام پر ایک گونا انحطاط کا دور ہے جس کا یہ صاف مطلب ہے کہ اسلام ہمیشہ اپنی غیر معمولی خوبیوں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں پر فتح پاتا رہا۔

## انسانی قربانی

۱۸ اپریل کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ "وام مارگی (ہندو مذہب کا ایک فرقہ) انسانوں کو مار کر ان کے سر دیوی کی مورتی پر چڑھاتے تھے۔ اور انسان کے لہو سے دیوی کو نہلاتے تھے۔ خود لہو پیتے اور ننگی تلواریں ہاتھ میں لے کر دیوی کے سامنے ناچتے تھے"

ہندوؤں کی حالت بھی عجیب ہے۔ ہندوؤں میں ایک طرف یہ بات بھی ہے کہ "اہنسا پرمو دھرما" یعنی کسی کو دکھ نہ دینا ہی بہترین دھرم اور ایمانداری ہے۔ اور دوسری طرف ہندوؤں میں ایسے بھی ہیں یا تھے۔ جنہیں انسانی قربانی سے بھی دریغ نہ تھا۔ اصل وسطی حالت کو دونوں نے ہی چھوڑ دیا۔ ہاں یہ اسلام کی ہی برکت ہے جس نے لوگوں کے سامنے یہ سنہری اصول پیش کیا۔ کہ تم کسی پر زیادتی نہ کرو۔ البتہ جب تم پر حملہ کیا جاوے تو بچاؤ کرنا یا بچاؤ کے لئے ہاتھ اٹھانا تمہارا فرض ہے۔ اور یہ اصول عین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ظہور کے بعد دنیا کا نقطہ نگاہ بالکل بدل گیا۔ اب اگر کوئی زیادتی بھی کرتا ہے تو اس پر بھی اسے ایسے حیلے تراشنے پڑتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ اس نے پہل نہیں کی۔ بلکہ بچاؤ کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ اگر اسلام کی بہترین تعلیم پر عمل ہو سکے تو فتنہ و فساد دور ہو کر آج ہی ہندوستان کے بھلے دن آ سکتے ہیں۔

## دسم گرنتھ اور توحید

۱۸ اپریل کا خیر پنجاب دسم گرنتھ سے یہ شلوک درج کرتا ہے:۔

توہی جوالیا کا لکالے بلھسانی
توہی چودھوں لوک کی راج دہانی۔
توہی کت بے چار سو جگدھ کینہو
توہی ہاتھ دے راکھ دیوے سو لینہو
تم ہی مہکھ دانو مٹو کوپ گھایو۔
توہی دھومر جوالا جھکی سو جلایو
جینتی توہی منگلا روپ کالی۔
کپالن توہی ہے توہی بھدر کالی۔
(ملاحظہ ہو تریا چرتر)

بلی ابلی دوا دُو اپجسائے
اوچ نیچ کر بھن دکھائے
بپ دھر کال بلی بلوانا۔
آپے روپ دھرت بھیوتانا۔ (۳۲)
بھن بھن جم دیہہ دھرائے
تم تم کر اوتار کہائے (۳۳)
(چوبیس اوتار)

ترجمہ۔ اس اپرماتما نے طاقتور اور کمزور دو نو پیدا کئے۔ اور ان میں اوچ نیچ کے امتیازات پیدا کر دئیے مہاکال بلی بلوان نے شریر دھارن کئے۔ اور خود ہی مختلف شکلوں کو اختیار کیا۔

جوں جوں الگ الگ اس نے شریر (جسم) دھارن کئے۔ توں توں اوتار کہلایا۔

مضمون کے بڑھ جانے کے خوف سے زیادہ حوالہ جات پیش نہیں کئے جا سکتے۔ صرف نمونہ کے طور پر رام اوتار سے مندرجہ ذیل اقتباسات درج کیا جاتا ہے:۔

سُدھر مہاں رگھو نندن ٭ جگپت من گن بندن
دھر دھر نو نر چینے ٭ سکھ دے دکھ بن کینے (۴)
ارہر نر کر جانے ٭ دکھ ہر سکھ کر مانے
پُن دھر نر برسے ہے ٭ روپ انوپ ابھے ہے۔ (۵)
پربھو ہیں۔ اجو ہیں۔ اجے ہیں۔ ابھے ہیں (۶)
اجا ہیں۔ اناہیں۔ اسلے ہیں۔ ابجے ہیں (۷)

ترجمہ:۔ رگھو نندن (رام چندر) خوبصورت ہیں جگت کے پتی (آقا) ہیں۔ اور منی جن ان کو نمسکار کرتے ہیں۔ لوگ انہیں دشمنوں کو مارنے والا جانتے ہیں۔ اور دکھوں کو مٹا کر سکھ دینے والا مانتے ہیں وہ شہر کا آسرا ہیں۔ اور مردوں کے سردار ہیں۔ انکا حسن بے نظیر ہے۔ اور وہ ابھے (بے خوف) ہیں وہ خداوند ہیں۔ اجوئی ہیں۔ مغلوب نہیں ہوتے اور بے خوف ہیں۔ لامکان ہیں۔ بخشنہار لافانی ہیں۔ اور فتح نہیں کئے جا سکتے۔ گورو دشم بادشاہ شری گورو گوبند سنگھ مہاراج تو صاف غیر مبہم اور واضح الفاظ میں شری رام چندر کے اوتار ہونے کا رد فرماتے ہیں۔ لیکن سیام کوی جی انہیں جنم مرن سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہت سب بے خوف اور خدا مانتے ہیں ۔"

ان اقوال میں دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے لئے جو زور دیا گیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ حالانکہ گورو صاحبان کے دیگر شلوک و اقوال ان مذکورۃ الصدر اقوال کی سخت تردید کر رہے ہیں ۔ جیسا کہ ان اقوال سے ظاہر ہے :-

کشن بشن کبھو نہ دھاؤں ۔ جو بر چاہوں سو تم سے پاؤں

یعنی میں کرشن بشن کی کبھی بھی پوجا نہ کروں گا ۔ پھر لکھا ہے :-

اوتار نہ جانے انت ۔ پرمیشور پار برہم بے انت

یعنی اوتار رام کرشن وغیرہ خدا کے اسراروں کو نہیں جان سکتے ۔ وہ بہت ہی بلند ہستی ہے ۔

پھر سکھوں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ "شری گوبند جی مہاراج کے سکھ بھائی بھیرو جی نے دیوی کے بت کی ناک کاٹ ڈالی تھی ۔" اب ان واقعات کی موجودگی میں کیسے یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ یہ دیوی دیوتاؤں کی نسبت پرستارانہ شلوک گورو گوبند سنگھ جی کے ہوں صاف ظاہر ہے کہ بقول ایڈیٹر صاحب تیر پنجاب یہ کسی ہندوانہ خیالات کے حامی پنڈت کی ملاوٹ ہے ۔ ضرورت ہے کہ سکھ صاحبان متفقہ رنگ میں اس کا اعلان کر دیں ۔ کہ اس قسم کے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے اقوال گورو گوبند سنگھ جی کے نہیں ہیں ۔ ورنہ کوئی وقت آ سکتا ہے کہ انہیں شلوکوں کی آڑ لیکر سکھ ہندوؤں میں جذب ہو جائیں ۔ اور اس کے کچھ آثار نظر بھی آ رہے ہیں ۔ گو ابھی ابتدائے عشق ہے ۔ اگر ابھی سے اسکا سد باب نہ کیا گیا تو یقیناً بعد میں اس کی روک تھام بہت ہی مشکل ہو جائے گی ۔

# یہ آپ کا حسن ظن ہے

جناب مولوی فقیر محمد صاحب جورکیاں ڈاکخانہ تلونڈی سابو سے لکھتے ہیں "حامی دین متین مولانا شیخ محمد یوسف صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ جناب کی ذات گرامی سے جو تقویت اسلام کو پہنچی ہے وہ بیان سے باہر ہے ۔ جو آپ نے تبلیغی کتب غیر مذاہب میں شائع فرما کر حمایت دین حق فرمائی ہے ۔ اس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے ۔"

یہ جناب کا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم ۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے ۔ وہی اچھا ہے جس کا انجام اچھا ہے ۔

# ستارہ مشتری تک پہنچنے کی کوششیں

عرصہ سے سائینسدان اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح ستارہ مشتری تک جسے انگریزی میں Mars کہتے ہیں پہنچا جا سکے ۔ جب وہ اس ستارے کو دوربین سے دیکھتے ہیں تو انہیں اس کی سطح پر لکیریں سی نظر آتی ہیں ۔ کئی ماہران کا خیال ہے کہ یہ نہریں ہیں ۔ اگر فی الواقعہ ان کا خیال درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مشتری میں انسان رہتے ہیں ۔ سائینسدانوں نے بے تار برقی کے ذریعہ ان تک خبر رسانی کی بھی کوشش کی ہے مگر کامیابی نہیں ہوئی ۔ کچھ عرصہ ہوا کہ اخبارات میں یہ شائع ہوا تھا ۔ کہ مشتری کے باشندے بے تار برقی کے ذریعہ خبریں بھیج رہے ہیں ۔ لیکن ہمارے لئے ان کے اشاروں کو سمجھنا ناممکن ہو رہا ہے ۔ اس ستارے تک پہنچنے کی غرض سے پروفیسر گوڈرڈ صاحب Prof Godard ایک قسم کی ہوائی بنا رہے ہیں

اب تک سائینسدانوں کا خیال تھا کہ جب تک ذرات کی طاقت کو ہم اپنے کام میں جوتنے کے قابل نہیں ہوتے تب تک مشتری تک نہیں جا سکیں گے ۔ لیکن پروفیسر گوڈرڈ کہتے ہیں کہ یہ بات ویسی ہی ہے ۔ کہ آج سے تیس برس پہلے سائینسدان کہا کرتے تھے کہ اس وقت تک ہوائی جہاز بنانا ممکن نہیں ہو سکتا ۔ جب تک کہ ہم کشش ثقل کے معطل کرنے کا طریقہ ہمیں معلوم نہیں ہو جاتا ۔ ہاں یہ درست ہے کہ اگر ہم ذرات atoms کو اپنے کام میں لا سکیں تو بہتر ہو گا ۔

لیکن سائینسدان کہتے ہیں کہ اس کام کے لئے ذرات کی طاقت کی چنداں ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ اس وقت بھی جو طاقتیں ہمارے ہاتھ میں ہیں انہیں سے ایک جگہ سے دوسرے جگہ تک ہم جانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں ۔ مثال کے لئے اگر ہم کسی طرح ہائیڈروجن اور آکسیجن کو پورے طور پر استعمال کر سکیں ۔ اور انہیں ایسے طور پر جلا سکیں جس سے ان کی پوری طاقت کام میں آئے تو اس سے ہم سیاروں کا سفر کر سکتے ہیں ۔

پروفیسر گوڈرڈ اور کئی دیگر سائینسدان اسی قسم کی ہوائی تیار کرنے میں لگے ہوئے ہیں ۔ امریکہ سے نکلنے والے سائینٹفک امریکن میں شائع شدہ ایک مضمون پر پروفیسر گوڈرڈ کی ہوائی ۔ Rachet کے ذریعہ ستارہ مشتری تک پہنچنے کا طریقہ بنایا گیا ہے ذیل کا مضمون اس بیان کے آدھار پر لکھا جاتا ہے ۔

## پروفیسر گوڈرڈ کی ہوائی

عالموں نے یہ پتہ لگایا ہے کہ دو فاصلوں کے درمیان کا آسمان بالکل شونیہ (خلا) ہے ۔ اس میں کسی پرکار کی چیز نہیں ہے ۔ جو چلتی ہوئی چیزوں کی گتی میں روکاوٹ پیدا کر سکیں ۔ لیکن ساتھ ہی کسی چیز کے نہ رہنے سے نہ ہوائی جہاز کے پنکھے وہاں کسی طرح کی مدد پہنچا سکتے ہیں ۔ نہ موٹر یا ریل کے پہئے کوئی کام دے سکتے ہیں ۔ کیونکہ ہوائی جہاز کے پنکھے کے لئے ہوا چاہئے ۔ جس کو کاٹنے سے ہوائی جہاز میں اڑنے کی طاقت آتی ہے ۔ اور موٹر کے پہئے کے لئے سڑک چاہئے جس پر گھومنے سے موٹر میں آگے بڑھنے کی قوت آتی ہے ۔ ان کی عدم موجودگی میں صرف ایک ہی طریقہ مشتری تک پہنچنے کا رہ جاتا ہے ۔ اور وہ یہ کہ زمین سے کوئی چیز توپ کے گولے کی مانند اتنی تیز رفتار سے چھوڑ دی جائے کہ یہ زمین کی کشش سے پار نکل جائے پھر اس کی سمت کو ایسی طرح بدلنا پڑے گا کہ ہم مشتری تک پہنچ جائیں ۔ وہاں پہنچنے پر اس کی رفتار کو اتنا گھٹانا پڑے گا ۔ کہ مشتری سے ٹکرانے کی بجائے ہماری ہوائی مشتری کے اپ گرہ کی طرح اس کا طواف کرنے لگے ۔ اس طرح مشتری کے پاس سال چھ مہینے رہنے کے بعد اس کی رفتار کو پھر کسی طرح بڑھانا پڑے گا جس سے یہ مشتری کے دام کشش سے آزاد ہو جائے اور زمین تک لوٹ آئے ۔ غرضیکہ یہ ہوائی گولہ ایسا ہونا چاہئے کہ اس کی رفتار خلا میں گھٹائی بڑھائی جا سکے ۔ شروع میں اس کی رفتار ۷ میل فی سیکنڈ ہونی چاہئے ۔ کیونکہ اس سے کم رفتار سے چھوڑا ہوا گولہ کشش ثقل (زمین کی کشش) کی حد سے باہر نہ جا سکے گا ۔

سائینسدانوں کو ابھی صرف ایک ہی طریقہ معلوم ہوا ہے کہ جس سے جو جو مندرجہ بالا اغراض پوری کی جا سکتی ہیں وہ امریکہ کے پروفیسر گوڈرڈ کی تیز رفتار ہوائی ہے ۔ بڑی سے بڑی توپوں سے داغے ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# غازی اورنگ زیب کی وسیع القلبی اور ہندو نوازی پر تاریخی شہادتیں

## شہرہ آفاق سائینسدان سر پی سی رائے کی تقریر

بنگال کی وزارت کے استقبال کے لئے بنگال مسلم سٹوڈنٹ فیڈریشن کی طرف سے ٹاؤن ہال میں جو جلسہ منعقد ہوا۔ اس کی صدارت اچاریہ سر پی سی رائے مشہور مؤرخ اور سائینسدان نے کی۔ آپ نے فرمایا میری عمر کے ۷۰ برس گذر چکے ہیں۔ میری ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہی ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ میں کسی پبلک پلیٹ فارم پر نہ آؤں۔ نہ تقریر کروں۔ مگر مسلمان طلباء کی درخواست رد کرنے کی مجھ میں ہمت نہ تھی۔

مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی۔ کہ مسلمان طلباء بھی اب زمانہ کے ساتھ بیدار ہو رہے ہیں۔ آپ نے کہا انہیں انگورہ اور ایران کی بیداری سے سبق لینا چاہیئے۔ سر پی سی رائے نے کہا۔ بنگال برطانوی حکومت کی نسبت اسلامی عہد میں بہت زیادہ خوشحال تھا۔ شہنشاہ اورنگ زیب پر آجکل بڑی نکتہ چینیاں ہوتی ہیں۔ انہیں برطانوی مؤرخوں نے ان تاریخوں میں جو ہندوستان کے کالجوں اور مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں متعصب اور ہندوؤں سے نفرت کرنے والا دکھایا ہے۔ کس قدر شرم کی بات ہے۔ کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو مصلحت آمیز تاریخ کے ماتحت اس جھوٹ افترا پردازی کو سچ جاننے کے لئے مجبور کیا گیا۔ میں سر جادو ناتھ سرکار۔ ڈاکٹر موجدار مؤرخ تاریخ ڈھاکہ یونیورسٹی اور بہت سے دیگر اشخاص سے جنہیں تاریخ ہند میں مانا جاتا ہے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ کوئی ایک مثال بھی دکھا سکتے ہیں کہ شہنشاہ اورنگ زیب نے ہندوؤں سے جزیہ وصول کیا ہو؟

شہنشاہ اورنگ زیب نے بنگال کی حکومت مرشد قلی خاں ایک برہمن نومسلم کے سپرد کی۔ کہ وہ یہاں کے مالیات کو درست کر دیں۔ چنانچہ یہاں کے ہندو اور مسلمان افسران کے تعاون باہمی کا نتیجہ تھا کہ ان سے زیر نگین بنگال کے ساتھ نہایت منصفانہ برتاؤ کیا گیا۔

اورنگ زیب کے عہد میں ہی بنگال کے ہندوؤں کو منصبداری اور بڑی بڑی جاگیریں عطا کی گئیں۔ وہ بڑے بڑے زمیندار بنا دیئے گئے۔ اورنگ زیب نے ہندوؤں کو گورنر بنایا۔ گورنر جنرل بنایا۔ وائسرائے بھی بنایا۔ جنرل کمانڈر انچیف بھی بنایا۔ یہانتک اس نے خالص اسلامی صوبہ افغانستان پر بھی جو نائب السلطنت مقرر کیا تھا وہ ہندو راجپوت ہی تھا۔ کیا برطانیہ اورنگ زیب عالمگیر کی وسیع القلبی، شرافت اور بخشش کا ہزارواں حصہ بھی دکھا سکتی ہے؟ مگر آج اورنگ زیب کو سیاسی "مؤرخین" متعصب کہہ رہے ہیں۔

سیواجی کے متعلق سر پی سی رائے نے فرمایا کہ سیواجی کو آج کل کی تاریخوں میں ہندو دھرم کا ایک زبردست ہیرو بنایا گیا ہے۔ مگر ایسا کہنا قطعی سیاست ہے تاریخ نہیں۔ کوئی سائینسدان اس من گھڑت فسانہ کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ سیواجی کے مقابلہ پر راجہ جے سنگھ تھے۔ جنہیں ایک ہندو سردار سیواجی کی بغاوت کا قلع قمع کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ مہاراجہ جے سنگھ نے شہنشاہ اورنگ زیب سے اس کی بار بار شکایت کی تھی۔ کہ اس مہم میں دکن کے مسلمان کماندار اور مسلمان سرداران کی (راجہ جے سنگھ) امداد نہیں کرتے کیا کوئی سلیم العقل انسان ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ سیواجی کے ساتھ لڑائیاں مذہبی یا فرقہ دارانہ معرکہ آرائی تھی۔ یہ محض ایک سیاسی جنگ تھی۔ اور منجملہ اور بغاوتوں کے ایک بغاوت تھی۔

آج بھی برطانیہ اورنگ زیب اور شیر شاہ سے بہت کچھ سبق سیکھ سکتی ہے۔ جنہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کی آرام و آسائش کے لئے سڑکیں تعمیر کیں۔ اور ان پر جگہ جگہ کارواں سرائیں قائم کر کے ان کے مذہبی اور معاشرتی زندگی کے لئے سرکاری طور پر انتظامات کئے۔ یہ اسلام کی خصوصیت ہے کہ وہ انسانوں میں امتیاز روا نہیں رکھتا۔ اور یہی اسلامی مساوات تھی نہ کہ تلوار جس نے بہت سے ہندوؤں کو حلقہ بگوش اسلام بنا دیا۔ ایک بنگالی مسلمان کو کریدو۔ تمہیں اس کی نسوں میں ہندو خون دوڑتا نظر آئے گا۔ پس ہندو اور مسلمانوں کے نام میرا پیغام ہے کہ وہ اپنے تمام اختلافات ختم کر دیں۔ اور ایک متحدہ قوم کی طرح مل جل کر کام کریں۔ جس طرح تاریخ ہند کے زرین عہد میں ہندو مغل وائسرائے افغانستان پر حکومت کرتا تھا۔ اور مسلمان مغل وائسرائے دکن پر جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے حکومت کیا کرتا تھا۔ درحقیقت یہ عہد سوراج کا سچا نمونہ تھا۔

مسٹر شمس الرحمن سیکرٹری مسلم طلباء فیڈریشن نے کہا۔ ہم نے اچاریہ سر پی سی رائے کو اسی لئے صدر چنا تھا۔ تاکہ یہ دکھایا جائے کہ مسلمان طلباء اسلام اور ہندوستان دونوں کے وفادار ہیں۔ رجعت پسند نہیں۔

---

۔۔۔۔۔۔۔ وزراء کو اس وقت تک ہماری پوری تائید حاصل رہے گی جب تک کہ وہ عوام کے فوائد کے لئے جنگ کریں گے۔ لیکن جوں ہی وہ ملکی مفاد کے خلاف گئے ہم ان کے خلاف بغاوت کریں گے۔

---

# سیٹھ غلام محمد ابراہیم صاحب مرحوم کے

## مختصر حالات زندگی

جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے اپنے ماموں جناب سیٹھ جی ایم ابراہیم صاحب کے مختصر حالات زندگی انگریزی زبان میں لکھ کر ارسال فرمائے جن کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

مرحوم ایک نہایت معزز متمول خوجہ خاندان کے فرد تھے۔ اور بمبئی میں سیٹھ غلام حسین موجی جیوراج کے نام سے مشہور تھے۔ وہاں چونکہ ان کی فرم کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقصان اٹھانا پڑا۔ اس لئے غیر ممالک میں چلے گئے اور بیس سال تک یورپ و امریکہ میں رہے۔

احمدیت قبول کرنے سے پہلے آپ شیعہ تھے۔ اور بیس سال کا عرصہ چونکہ آپ نے عیسائی سوسائٹی میں بسر کیا تھا۔ اس لئے آپ نے وہ تمام خصائل حسنہ و سیئہ اختیار کر رکھے تھے جو عیسائی تمدن میں پائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ لیکن چونکہ آپ کے لئے دولتِ ایمان و ایقان مقدر تھی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے آپ کی دستگیری کی۔ چنانچہ وفات سے قریباً سترہ سال قبل آپ احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ کی زندگی یکسر بدل گئی۔ آپ کے افکار و اعمال میں ایک نہایت نیک تغیر رونما ہو گیا۔ چنانچہ آپ نہ صرف پنجگانہ نمازیں باقاعدہ ادا کرتے بلکہ تہجد بھی پڑھتے تھے۔ رمضان کے تمام روزے بالالتزام رکھتے۔ اور جب بھی تبلیغ احمدیت کا کوئی موقعہ میسر آتا اسے ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ حتی الوسع تبلیغ میں کوشاں رہتے۔ اپنی اڑھائی سو ماہوار آمدنی میں سے پچاس روپے ماہوار چندہ ادا کرتے۔ اس کے علاوہ دوسرے مرکزی چندوں میں بھی نمایاں حصہ لیتے۔

قبول احمدیت کے بعد آپ نے تقویٰ اور اخلاص میں اس قدر ترقی کی کہ آپ مستجاب الدعوات ہو گئے۔ چنانچہ آپ کے دوست مثلاً آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب۔ اور حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب اپنے خطوط میں آپ سے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے دعا کی درخواست کرتے۔ آپ کو ان تمام احباب کے نام حفظ تھے جن کے لئے آپ نماز تہجد میں دعا کیا کرتے تھے۔

آپ نہایت خوش اخلاق تھے۔ جو شخص بھی آپ سے ملتا آپ کے مکارم اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اور ہر وہ شخص جسے خواہ چند منٹ ہی آپ سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ کے حسنِ اخلاق کا مداح ہے۔ آپ کی رفاقت ہر شخص کے لئے مسرت اور خوشی کا باعث ہوتی تھی۔

طویل بیماری کے دوران میں گو آپ کے جسم کو تکلیف تھی۔ لیکن ذہنی طور پر آپ نہایت خوش و خرم نظر آتے تھے۔ اور یہ اسی ایمان اور یقین کا نتیجہ تھا۔ جو آپ کو احمدیت کی وجہ سے حاصل ہوا۔ آپ بسا اوقات یہ کہہ کر اپنے قلبی اطمینان کا اظہار کرتے کہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اس نے اپنے کمال فضل و کرم سے احمدیت جیسے چشمہ صداقت کی طرف میری راہنمائی فرمائی۔ اور مجھے ظلمت اور تاریکی سے نکال کر روشنی اور نور میں لا کھڑا کیا۔ مجھے موت کا کوئی خوف نہیں بلکہ موت تو میری دوست ہے۔

آپ کہا کرتے تھے میں دوسروں پر بوجھ بننا نہیں چاہتا۔ بلکہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے خود کرنا پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک لفظاً اور معناً اس پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے ۱۷ اپریل کی شب کو گیارہ بج کر پندرہ منٹ پر چھہتر سال کی عمر میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اور ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم جس رات فوت ہوئے مسٹر دوست محمد صاحب سپیشل مجسٹریٹ ابن خان بہادر سیٹھ احمد الہ دین صاحب او۔بی۔ای نے رویا دیکھا۔ کہ فوجی سپاہیوں کا ایک دستہ مرحوم کے بنگلہ پر کھڑا ہے۔ جب انہوں نے سپاہیوں سے وہاں جمع ہونے کا سبب دریافت کیا۔ تو جواب ملا۔ کہ اس شخصیت کے فوجی اعزاز کے لئے جس کا ابھی انتقال ہوا ہے۔ اس پر مسٹر دوست محمد صاحب نے کہا۔ مرحوم کا تو فوج کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں آپ غلطی سے یہاں آ گئے ہیں سپاہیوں نے جواب دیا۔ ہم غلطی سے یہاں جمع نہیں ہوئے۔ بلکہ صحیح طور پر اسی شخصیت کے اعزاز کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جس کے متعلق ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ مسٹر دوست محمد یہ سوچ کر جب بنگلہ کے اندر گئے تو دیکھا کہ مرحوم زندہ ہیں اور پھل کھا رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ چچا ہم نے تو آپ کو مردہ دیکھا۔ لیکن آپ زندہ ہیں جواب ملا میں زندہ ہوں مردہ نہیں۔

دوسری رویا اسی رات جبکہ مرحوم کے تمام قریبی رشتہ داران کے بنگلہ میں ان کی میت کے پاس جمع تھے۔ خان بہادر صاحب کی بیوی نے دیکھا کہ مرحوم زندہ ہیں اور پھل کھا رہے ہیں۔ اسی قسم کے رویا جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ اور سیٹھ محمد غوث صاحب کی دختر نے بھی دیکھے۔ یہ تمام رویا ظاہر کرتے ہیں کہ مرحوم کا ایمان و اخلاص ثمر آور ہوا۔ اور وہ خدائے تعالےٰ کے مقربین میں داخل ہو گئے۔

مرحوم کی موت اور موت کے بعد کے حالات سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ نے یہ رویا اس لئے دکھائے کہ تا لوگوں پر یہ ظاہر کیا جائے کہ احمدی حقیقی مومن ہیں۔ اور تمام سچے احمدی خدا تعالےٰ کے نزدیک معزز ہیں۔ غرض مرحوم کی زندگی اور موت اور اس طرح انجام بخیر ہونا بھی احمدیت کی صداقت کا ایک کھلا نشان ہے۔ (الفضل)

# حکمت کے موتی

۱۔ متانت انسان کی عزت ہے۔ ہنسی مذاق سے پرہیز کرو۔

۲۔ جو باتیں زیادہ کرتا ہے وہ کام کم کرتا ہے۔

۳۔ زبان کو روکو اور قدم کو تیز کرو۔ عمل قول سے بہتر ہے۔

۴۔ دو سنو اور ایک کہو۔ اس لئے کہ کان دو ہیں اور زبان ایک۔

۵۔ دنیا گنبد کی صدا ہے۔ جیسی کہو گے ویسی سنو گے۔ گالی کا جواب گالی ہوتا ہے۔

۶۔ زیادہ سوچو کم بولو۔ سوچنے کی عادت ڈالو۔

۷۔ بھیک مانگنا اپنی عزت کھونا ہے۔ کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ (۸) اپنے فرض کو ہمیشہ یاد رکھو۔ فرض کا احساس آدمیت کی جان ہے (۹) گھبراہٹ تکلیف کو بڑھاتی ہے۔ مشکل میں ثابت قدم رہو (۱۰) ہمت بلند اور مضبوط رکھو (۱۱) موت جسم کی تبدیلی کا نام ہے اس سے نہ ڈرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# منشی ظفر علی صاحب آستانہ عبودیت برطانیہ پر

منشی ظفر علی صاحب نے ایک مدت سے سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقدس و مطہر بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف جو طوفان بدتمیزی اور دجل برپا کر رکھا ہے اس کی دھجیاں بارہا بکھیری جا چکی ہیں۔ ایک مدت سے منشی صاحب نے اس بات کا ڈھنڈورا پیٹ کر جہلا کو ہمارے خلاف اکسانا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ کہ یہ لوگ حکومت کے پٹھو ہیں۔ انگریزوں کے جاسوس ہیں۔ اور غلامی کا درس دیتے ہیں۔ مخالف مولوی بھی ان کی ہمنوائی میں اسی بات کو دوہراتے نہیں تھکتے۔ لیکن جب ان کی اس لغویت کا تجربہ کیا جاتا ہے تو اس پہاڑ سے ایک مرا ہوا چوہا بھی نظر نہیں آتا جسے سونگھ کر ہی ان کو تسکین حاصل ہو سکے۔

ذیل میں منشی صاحب کی تحریرات کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ منشی صاحب اور ان کے حواری سلسلہ احمدیہ پر اعتراض کرنے سے پہلے اس آئینہ میں اپنا منہ دیکھ لیا کریں۔

## حکومت انگریزی آیہ رحمت ہے

”وہ (زمیندار) گورنمنٹ کا وفادار اور خیر سگال ہے نہ صرف اس لئے کہ وہ ہندوستان میں سرکار انگریزی کے وجود باجود کو آیہ رحمت سمجھتا ہے۔ اور ایسا سمجھنے میں اس کی کوئی ذاتی غرض مرکوز نہیں...... ہم پھر کہتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ زمیندار گورنمنٹ کا ایسا وفادار خادم ہے جو کسی غرض و مطلب کے بغیر اس پر اپنی جاں نثار کرنا اپنا قومی و مذہبی فرض سمجھتا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کو بھی اپنے ہی جیسا خالص وفادار و عقیدت شعار بنانا چاہتا ہے۔“

زمیندار ۱۲ر نومبر ۱۹۱۱ء

## حکومت کا سرکش مسلمان مسلمان نہیں

”ہم یہ بات اپنی تحریر و تقریر میں پہلے بھی ظاہر کر چکے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ ہندوستان دار السلام اور دار الاسلام ہے۔ جہاں دھڑتے سے مسجدوں میں اذانیں دی جاتی ہیں...... مسلمان ایسی جگہ ایک لمحہ کے لئے بھی ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے۔ اس مذہبی آزادی اور امن و امان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کرنے کی جرأت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں۔“

زمیندار ۱۱ر نومبر ۱۹۱۱ء

## انگریز اولی الامر ہے

”اگر گورنمنٹ کو لڑائی کے بغیر اپنی مصلحتوں کی بنا پر چارہ نہ رہے تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو اس طرح سرکار کی طرف سے جلتی آگ میں کود کر اپنی عقیدتمندی ظاہر کرنی چاہئے۔ جس طرح سرحدی علاقہ اور شمالی ہند کی لڑائیوں میں مسلمان فوجی سپاہیوں نے اپنے مذہبی اور قومی بھائیوں کے خلاف جنگ کر کے اس بات کا بارہا ثبوت دیا ہے کہ اطاعت اولی الامر کے اصول کے وہ کس درجہ پابند ہیں۔“

زمیندار ۱۲ر نومبر ۱۹۱۱ء

”ہماری کسی نظم کا مقصد اس سے زیادہ نہیں ہے مسلمانوں میں جہاں ہمدردی بنی نوع۔ غیرت دینی اخوت اسلامی۔ اتحاد ملی۔ مودت قومی کی مقدس ترین خصوصیات زندہ ہو جائیں۔ وہاں اپنے بادشاہ کی اطاعت۔ حکومت وقت کی جاں نثاری سلطنت ابد مدت برطانیہ کے ساتھ محبت کے وہ ضروری اوصاف بھی بدرجہ اتم موجود ہو جائیں جن کے بغیر ہندوستان کا مسلمان اطاعت اولی الامر کے الہامی ارشاد کے معیار میں پورا اترنے کے باعث کامل مسلمان نہیں کہلا سکتا۔“

(زمیندار ۹ر نومبر ۱۹۱۱ء)

”ہم نے زمیندار کی نظموں کے اس حصہ کی شان دکھا دی ہے جس میں اطاعت اولی الامر یعنی حضور جارج پنجم خلد اللہ ملکہم کے تاج و تخت کے ساتھ مسلمانوں کی عقیدت کی تصویر کھینچی گئی ہے“

(زمیندار ۹ر اکتوبر ۱۹۱۱ء)

”بحیثیت جمعیۃ الاسلام کے آقا ہونے کے اس گھٹا ٹوپ تاریکی میں امید کی کوئی کرن نظر آتی ہے تو وہ حضور جارج خامس شاہنشاہ خلد اللہ ملکہم کی ذات بابرکات ہے۔ جو دس کروڑ مسلمانوں کی آقا ہونے کے لحاظ سے ہماری دستگیری کیلئے منجانب اللہ مامور کئے گئے ہیں۔“

زمیندار ۱۱ر نومبر ۱۹۱۱ء

”اصل اور سچی وفاداری انہی لوگوں کی ہے۔ جو خدا اور رسول کے بعد بادشاہ وقت کی اطاعت کرنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔“

زمیندار ۱۱ر نومبر ۱۹۱۱ء

## حکومت برطانیہ خدا کا سایہ ہے

”زمیندار اور اس کے ناظرین اور تمام وہ لوگ جو زمیندار لٹریری حلقہ اثر میں داخل ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کو سایہ خدا سمجھتے ہیں۔ اور اس کی عنایات شاہانہ و الطاف خسروانہ کو اپنی دلی ارادت اور قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرے کی بجائے۔ اپنے جسم کا خون بہانے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے“

زمیندار ۲۳ر نومبر ۱۹۱۱ء

”ہمیں ہمارا پاک مذہب بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ ہم کو سرکار انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی برکتیں حاصل ہیں۔ ہم پر از روئے مذہب گورنمنٹ کی اطاعت فرض ہے“ (زمیندار یکم نومبر ۱۹۱۱ء)

ان کے علاوہ اور بھی نثر و نظم کے حوالہ جات ہیں جن سے منشی صاحب کی حریت نوازی۔ آزاد منشی اور غیرت اسلامی چھاجوں برستی ہے۔ منشی صاحب نے یہاں جسقدر گرادٹ کا اظہار کیا ہے وہ اپنی نظیر شاید آپ ہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حکومت نوازی کا اتہام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لگایا جاتا ہے مگر وہ محض عناد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر ہے۔ آپ نے کبھی بھی کسی کی خوشامد نہیں کی۔ لیکن مامورانِ الٰہی حق و صداقت کے علمبردار ہوتے ہیں۔ ان کی اغراض اہل دنیا سے ہرگز وابستہ نہیں ہوتیں۔ اور وہ جس بات کو اصول و دیانت پر مبنی سمجھتے ہیں اس کو کہہ گزرنے میں کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ آپ کی بعض تحریرات سے حکومت کی شکرگزاری مترشح ہوتی ہے۔ جس کو کوتہ بین متعصب انسان خوشامد پر محمول کر لیتے ہیں۔ بات یہ تھی کہ انگریزوں کے پنجاب پر قابض ہونے سے پہلے یہاں سکھا شاہی تھی جس میں مسلمانوں کا مذہب اور عزت غیر محفوظ تھے۔ مسجدوں میں اذانوں کی ممانعت تھی۔ معمولی سی بات پر مسلمان کا خون پانی کی طرح بہا دیا جاتا تھا۔ مسلمان عورتوں کی عزت محفوظ نہیں تھی۔ سید اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جو جہاد سکھوں سے شروع کیا۔ اس کی وجہ بھی سکھوں کے ایسے مظالم ہی تھے۔ انگریز نے آ کر نہ صرف سکھا شاہی کا خاتمہ کیا بلکہ تمام مذاہب کو آزادی عطا کی ملک میں امن کا دور دورہ ہو گیا۔ ہر ایک کی عزت محفوظ ہو گئی۔ تو اس حالت میں ایک امن پسند انسان کا کیا فرض ہونا چاہیئے۔ شکرگزاری یا دشنام طرازی۔ اس وقت کے تمام اکابر اسلام کی تحریرات اٹھا دیکھو۔ حکومت کی تائید ہی نظر آئے گی اور یہی بات حدیث من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے ماتحت آپ نے کی جیسا کہ فرمایا۔

"تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے۔ اعتراض کیا۔ اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے۔ کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کی وجہ سے ترجیح ہو اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے۔ الحکمۃ ضالۃ المومن الخ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے..... اس کے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکریہ بجا نہ لاوے۔ بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول صلعم کے ذریعہ سے ہمیں تعلیم دی ہے۔ کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں۔ اور منعم کا شکر بجا لاویں ........ اور بہ طیب خاطر معروف اور واجب طور پر اطاعت اٹھاویں۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۱)

ان سطور سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ نے حکومت کا صرف شکریہ ادا کیا۔ جس کا نہ کرنا کفرانِ نعمت کے مترادف ہے۔ اور اگر اطاعت کا حکم دیا تو صرف معروف اور واجب طور پر۔ یہ نہیں کہ حکومت کے ہر فعل کو خواہ وہ غلط ہی ہو تائید کرتے جاؤ۔ ان الفاظ کی موجودگی میں جماعت احمدیہ کے بانی پر خوشامد اور حکومت پرستی کا الزام جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے کے سوا کچھ نہیں۔ ذیل کی تحریرات آپ کی روش پر زیادہ روشنی ڈالتی ہے:۔

"محسن کے احسانات کی شکرگزاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں۔ مگر ہمارا خدا جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی شخص کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے۔ اور محسن کشی اور غداری کا ناپاک ارادہ اس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا۔ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں۔ اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں۔ کہ اس نے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پرجفا زمانہ سے نجات دلانے کے لئے کئی ہزار کوس سے بھیج دیا۔"

(الحکم ۱۵ جون ۱۹۰۱ء)

حضرت صاحب کی مذکورہ بالا تحریرات کو پڑھ کر کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ جماعت احمدیہ پر غلط اتہامات عاید کرے۔ جب کبھی لوگوں کے سامنے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت اقدس نے انگریزوں کا شکریہ اس لئے کیا کہ انگریزی حکومت امن و عدل کی حامل تھی۔ تو وہ جھٹ موجودہ انگریزوں کے جور و ستم کی داستان لے بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت اقدس نے موجودہ افسروں کی تعریف نہیں کی تھی۔ اور آج ہم بھی کسی کی آنکھیں بند کر کے تائید نہیں کرتے۔ آج یقیناً حکومت اپنے اصول سے گر چکی ہے رشوت ستانی کا دور دورہ ہے۔ عدل و انصاف کی کمی ہے پہلا سا امن و سکون ملک کو حاصل نہیں مگر ہمارے دل میں بلاوجہ کسی کے متعلق بغض و محبت رہی ہے اور نہ اب ہے اور یہی حالت حضرت اقدس کی تھی۔

ہر نوع برادران سلسلہ اور مسلمانوں کے سامنے اس "گرگٹ" کی اصل شکل آ گئی ہے۔ جس کا شیوہ ہر لحظہ ایک نیا رنگ بدلنا ہے۔ اگر ان تحریرات کی موجودگی میں بھی منشی صاحب جماعت احمدیہ کے خلاف حکومت نوازی کا اتہام عاید کرنے سے باز نہ آئیں تو ڈھٹائیت کی حد ہی ہو جائے گی۔ باقی اگر مولوی صاحب اپنی بریت کے اظہار میں یہ دلیل پیش کریں کہ اس وقت انگریز اور تھا اور اب اور ہے۔ اور اب میں انگریز کو پہلی نگاہ سے نہیں دیکھتا تو وہ ہماری طرف سے بھی کم از کم یہی تاویل قبول فرما لیں۔

(ماخوذ)

# ہوشیارپور میں مسلمان عورتوں کے "اغوا کا اڈہ"

عرصہ دو سال سے دیانند سالویشن ہوشیارپور جاری ہے۔ اس میں چار مسلمان عورتیں ملازم ہیں جن کو بیس بیس روپیہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ ان کا کام یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے گھروں میں جاتی ہیں۔ اور جو عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو یا غریب ہو اس کو ورغلا کر آریہ بنا لیا جاتا ہے۔ یہ عورتیں علاوہ شہر میں چکر لگانے کے دیہات میں بھی جاتی ہیں۔ اور جو عورتیں ان کے دام تزویر میں پھنس جائیں ان کو ایک خفیہ مکان میں جو سادھو آشرم کے نام سے موسوم ہے پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ وہاں کسی مسلمان کو جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ میں ایک ہندو دوست کے ہمراہ بھیس بدل کر وہاں گیا۔ اور سب حالات خود دیکھے۔ جو مسلمان عورت آریہ بنائی جاتی ہے۔ اسکی شادی ہندو سے کر دی جاتی ہے اس سے روپیہ لیکر یہ اقرار نامہ لکھوا لیا جاتا ہے کہ وہ اس عورت کو کسی دوسرے کے پاس فروخت نہ کریگا۔ صرف ایک ماہ میں صرف ۴۳ - ۵۱ مسلمان عورتیں آریہ بنائی گئی ہیں۔ مگر افسوس! مسلمان بیدار نہیں ہوتے۔ خاکسار سمیع اللہ ہوشیارپور

(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

## اکسیر البدن (رجسٹرڈ) دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلا شبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنیکے لئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور۔ نامرد کو مرد۔ اور مرد کو جواں مرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ

### جناب ملک شیر محمد خاں صاحب رئیس کوٹ رحمت خاں ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے۔ مثلاً خالص پسلی کا درد۔ پیشاب کا جلن سے آنا۔ اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام آگیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اسکی اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے۔ آپکی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے۔ ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔"

## دنیا میں تو موتی سرمہ کی ہی دھوم مچ رہی ہے!

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

### ایک سب جج صاحب بہادر نے بہت سا سرمہ مفت تقسیم کیا

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کا موتی سرمہ ایک سب جج صاحب بہادر کو استعمال کرایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہو گئے ہیں۔ اب وہ غرباء میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدیں خط ہٰذا بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے"

## اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اسمیں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ بمفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بےچینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام۔ یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس (۲۰) روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

### اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جسکی عمر ۵۴ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس (۲۰) سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے" اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔

آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے!

## تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہیں۔ اسکے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے کمر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گھٹیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار ہیضہ۔ بدہضمی کیلئے اکسیر۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے محصولڈاک علاوہ

### تریاق اعظم کے ذریعہ جاں بلب مریض کو شفا ہوئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایڈ ایڈیٹر آبنزہ دیڑھی آگرہ۔ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی۔ میں اسکی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی۔ اور ایسی مثالیں بے شمار ہیں۔ جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقع دیں۔"

## اکسیر لوپاسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر بلکلیت و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھا پور نواگنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک دوست کیلئے پہلے بھی آپ سے اکسیر بواسیر نامی دوا منگوائی تھی۔ جس سے وہ دوست ایک سال تک بالکل اچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے لہٰذا بدین خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقع دیجئے۔"

## اکسیر بچگان

یہ دوا چھوٹے بچوں کیلئے واقعی اکسیر ہی ہے۔ اسی لئے اس کا نام "اکسیر بچگان" رکھا گیا ہے۔ اسہال ہر قسم پیچش۔ اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کے لئے یہ دوا بفضل ایزدی تیر بہدف ہے۔ سبز رنگ کے اسہال۔ اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کے لئے تریاق ہے۔ اور پھر بڑی عمر والوں کے لئے بھی اسہال اور پیچش وغیرہ میں یہ بہت مفید ہے قیمت فی شیشی صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

## موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح چمکاتا۔ اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ایک روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ

## رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا۔ آنکھوں میں ہر وقت اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے بھنبھناہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو کام کرنیکو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جسمیں ۱۵ تولہ دوا ہو قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

## اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ یا گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر کا چکرانا۔ گرم شکم اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دیتے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے قیمت یکصد گولی دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

## افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بڑی بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اسکا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی۔ قیمت یکصد گولی صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ

### بیس سالہ افیون کھانیکی وبا سے نجات مل گئی

مکرم جناب نور احمد خانصاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر سانبھر لیک سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "آپ کی مرسلہ افیون چھڑاؤ گولیاں ایک شخص کو استعمال کرائی گئیں۔ یہ صاحب بیس سال سے افیون کھانے کی وبا میں مبتلا تھے۔ ان کا افیون کھانا قریباً قریباً چھوٹ گیا ہے۔ گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ تھوڑی سی گولیوں کی اور ضرورت ہے۔ لہٰذا آپ یکصد گولیاں بذریعہ وی پی بدین خط ہذا بھیج دیجئے۔"

## اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد طبیعت سست چہرہ زرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنیکے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت تین روپے رکھی جاتی ہے محصول ڈاک علاوہ

### بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خانصاحب گھمال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ ۲۰ سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپکو جزائے خیر دے۔"

## مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اسوقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مچھر اسطرح سے بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ محصول ڈاک علاوہ

## بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

**ملنے کا پتہ :- مینیجر نور ایڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۵/۱ کے صرف ۲/۸

# موتی کوڑیوں کے مول

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۵/۱ کے صرف ۲/۸

**حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب** یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) سورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی بزور تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے مؤید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک رح صاحب (۹) حضرت بابا نانک رح کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہانِ اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیسیوں چوٹی کے اخبارات نے زیر دست ریویو میں یہ ظاہر کیا۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ ۱۲ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

**مسلمانوں کے احسان سکھوں پر** مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے سر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں سکھ گورؤوں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گورؤوں کی طرف سے مسلمان ہر شکل میں سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو۔ تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت ۴ر محصول ڈاک علاوہ

**سکھ اور مسلمان** یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

**سکھ مسلم اتحاد** یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب و دیگر تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

**ہندو دھرم کی حقیقت** یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آجتک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) صداقت اسلام پر پنڈت دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

**آریہ مذہب کی حقیقت** مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ کے ملکانہ لوگوں میں ارتداد کی وبا کا جھکڑ چلا تھا اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آوٹ لک۔ زمیندار سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے قیمت غیر مجلد ۶ر جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اسکی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے

**گائے اور سکھ دھرم ۱ر۔ گورو کی بانی (گورمکھی میں) ۱ر**

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے ایک آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے صرف دو روپیہ آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

**ملنے کا پتہ: مینجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**